بحث و نظر

مولانا مودودی کا طریق انقلاب

جناب اسعد گیلانی صاحب

نومبر ۱۹۸۳ء کے رسالہ ترجمان القرآن میں "مولانا مودودی کا طریق انقلاب" کے عنوان سے ایک سوال شائع ہوا ہے اور اُس کا آپ نے ایک جواب دیا ہے۔ سب سے پہلے تو اس بات کی مسرت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ترجمان القرآن میں "طریق انقلاب" کے جداگانہ عنوان کے تحت یہ سوال و جواب شائع کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مولانا مودودیؒ کی دی ہوئی فکر و استدلال نے ہمیں اتنی سوجھ بوجھ ضرور دے دی ہے کہ ہم عقلی بنیاد پر چیزوں اور معاملات کا حسن و قبح پرکھ سکتے ہیں اور کسی غلط راستے کو اختیار کرنے والے نہیں ہیں۔ اس لیے ہمارے درمیان بدلتے ہوئے حالات میں مسائل پر بحث کرنے اور چھان پھٹک کر نتائج اخذ کرنے کی روایت قائم رہنی چاہیے۔ منجمد خیالات کے سامنے پیش قدمی مشکل ہوتی ہے اور حوصلہ اقدام کے بغیر کسی منزل پر پہنچنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے "طریق انقلاب" کی بحث کو کُھلا رہنا چاہیے۔ اس سے کسی کے گمراہ ہونے کا خطرہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت سے اُلجھے ہوئے ذہنوں کو یکسو ہونے کے مواقع اور دلائل فراہم ہوتے ہیں (مجھے بھی آپ کے اس خیال سے اتفاق ہے۔ ن۔ص)

سب سے پہلے میں اس سوال کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں جو کسی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ سوال کرنے والے بزرگ نے میرا مضمون صحیح طور پر پڑھے بغیر سوال بنا دیا

ہے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ مضمون کا عنوان "سید مودودی کے سیاسی فکر کے ۲۰ نکات"[1] ہے۔ (عنوان میں نے اس لیے بدلا کہ مکمل طور پر مولاناؒ کے سیاسی فکر کا احاطہ کرنے کے لیے زیادہ جامع بحث کی ضرورت تھی۔ ن۔ ص)۔ سولھویں نکتہ کے تمام مضمون کو مولانا مودودیؒ کی سیاسی فکر کی حیثیت سے ہی پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ دیکھے بغیر کہ مولانا مودودیؒ کی سیاسی فکر کا نکتہ کہاں ختم ہوا ہے اور اس فکر کا ذکر ختم کر کے ایک دوسرا نکتہ کہاں سے شروع کیا گیا ہے۔⑤ جس "ذری سٹائل کشتی" کے تصور سے وہ سخت پریشان ہوتے ہیں اس "عوامی انقلابی تحریک" کے متصل لکھا ہوا ہے کہ یہ طریقہ ایران نے اپنایا اور آزمایا ہے اور اس کی کوئی تہمت لکھنے والے نے مولانا مودودی کے طریق انقلاب پر نہیں رکھی ہے اور نہ ہی اسے مولانا مودودی کے طریق انقلاب کی حیثیت سے اس مضمون میں پیش کیا گیا ہے[2]۔ اس لیے سوال بنانے والے بزرگ نے اپنی ایک بات مضمون نگار کے منہ میں ڈال کر زیادتی کی ہے۔ یہ حرکت کوئی دوسرا کرتا تو کوئی حرج نہیں تھا کہ اس فن کے ماہرین کی ہمارے اہل علم طبقہ میں کوئی کمی نہیں ہے اور مولانا مودودیؒ تو ساری عمر اس حرکت کو بھگتتے

---

[1] یہ عنوان بھی آپ نے نامناسب طور پر رکھ دیا۔ میں نے اس کا عنوان مولانا مودودی کے سیاسی افکار لکھا تھا۔ یہ عنوان زیادہ جامع تھا۔ (مؤلف مضمون)

[2] اگرچہ میری رائے یہی ہے کہ مولانا مودودی پاکستان کے حالات کی روشنی میں دستوری انتخابی طریقے کے قائل تھے۔ ورنہ اسلامی انقلاب کے لیے وہ ہر ملک کے حالات کے مطابق مختلف طریقوں کے قائل تھے۔ (مؤلف مضمون)

⑤ دراصل مولانا مودودیؒ کی فکر کے نکتے کے سامنے ہی چونکہ تشریح اور استنتاج ملے جلے ہیں اس لیے کوئی بھی شخص اُلجھ سکتا ہے۔ (ن۔ ص)

رہے ہیں لیکن "جماعتِ اسلامی کے ایک دیرینہ کارکن" کو تو اس کا پورا احساس ہونا چاہیے تھا کہ قلم کی ذراسی جنبش سے "ناممکن" "ممکن" کیوں کر بن جایا کرتا ہے اور اس کارروائی سے مضمون نگار کو کتنی ذہنی اذیت ہوا کرتی ہے۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ وہ اپنا وہ مفہوم واپس لیں جو انہوں نے اپنے ذہن سے نکال کر میرے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے اپنے اس مضمون میں یہ بات ہرگز نہیں کہی کہ مولانا مودودیؒ پاکستان میں بھی عوامی انقلابی تحریک کے ذریعے اسلامی انقلاب لانا چاہتے تھے۔ میں نے یہ کہا کہ عوامی انقلابی تحریک کا بھی ایک طریقہ ہے جسے ایران میں آزمایا گیا ہے۔ میں نے اسے جماعت اسلامی کے دستوری انتخابی طریقے یا مولانا مودودی کے پاکستانی طریقے کی حیثیت سے پیش نہیں کیا۔ جماعت اسلامی کے دیرینہ کارکن سائل نے اسے خواہ مخواہ اُلجھا دیا ہے۔

اب یہ بات کہ وہ کہاں تک قرآن وسنّت کے مطابق یا مخالف ہے یہ ایک علیحدہ بحث ہے جس کے لیے ترجمان القرآن کے صفحات میں گنجائش ہو تو پھر علمی دلائل سے بات کی جاسکتی ہے اور یہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ خود مولانا مودودیؒ صاحب کس حد تک اس طریقۂ کار کے مخالف یا موافق یا غیر جانب دار تھے۔ اور ان کے لٹریچر اور تصریحات سے کیا طریق کار ان کی فکر کے مطابق قرار پاتا ہے۔ وہ بحث جماعت اسلامی کے متعینہ دستوری طریق کار کو زیر بحث لائے بغیر علمی طور پر کی جاسکتی ہے۔ جماعتِ اسلامی کا طریقۂ کار تو اس کے دستور میں موجود ہے جو یہاں زیر بحث نہیں۔ ظاہر ہے کہ مولانا مودودی کے سارے لٹریچر کو تو جماعت اسلامی کے دستور کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔

جہاں تک عوامی انقلابی تحریک کا تعلق ہے خود پی این اے کی تحریک بھی ایک عوامی انقلابی تحریک ہی تھی جس کے ذریعے ایک منتخب حکومت کو بلا انتخاب بدل دیا گیا تھا۔ انقلابی وہ اس لیے بن گئی تھی کہ اس کی مدد سے حکومت کو بدل دیا گیا اور عوامی اس لیے کہ عوام نے خود اس میں شرکت کرکے اسے مضبوط بنایا۔ محترم سائل کو اس سے وحشت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ عوام کی شرکت اور تشدد کے عدم استعمال سے .P.N.A کی تحریک بھی عوامی انقلابی تحریک تھی۔